احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 7 فروری 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 7 فروری 2014ء 6 ربیع الثانی 1435 ہجری 7 تبلیغ 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 31

بِن دیکھے ممکن نہیں

بن دیکھے کیسے پاک ہو انساں گناہ سے
اِس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اُس کی چاہ سے
تصویر شیر سے نہ ڈرے کوئی گوسپند
نَے مار مردہ سے ہے کچھ اندیشہ گزند
پھر وہ خدا جو مردہ کی مانند ہے پڑا
پس کیا امید ایسے سے اور خوف اس سے کیا

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت منشی اروڑا خاں صاحب نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود کے بارہ میں فرمایا کہ آپ سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانت دار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔

(رفقائے احمد جلد چہارم صفحہ 94)

عموماً ہر معاملے میں سادگی اختیار کی جیسا کہ آپ کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد کی گواہی ثابت کرتی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری ہے۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201)

آپ خود بھی یہ ہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 240)

اللہ تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود کو بے حد عشق تھا۔ سوتے ہوئے بھی آپ کی یہ ہی کیفیت ہوتی تھی کہ لبوں پر سبحان اللہ کے الفاظ ہوتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 287)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو تب بھی آپ کی زبانِ مبارک سے جو کلمات نکلے وہ ’’اللہ میرے پیارے اللہ‘‘ ہی کے الفاظ تھے۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 177)

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرماتے ہیں کہ
’’رسول اللہؐ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا‘‘۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 201)

حضرت مسیح موعود رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے غلام تھے اور آپ کی اتباع میں آپ نے بھی اپنے دائرہ میں رحمت کے نظارے دکھائے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کے بارہ میں یوں لکھا:

’’الغرض حضرت مسیح موعود کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا (دین) کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لے کر وہ خود آیا تھا۔ وہ رحمت تھا اس بستی کے لئے جس میں وہ پیدا ہوا اور رحمت تھا دنیا کے لئے جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔ وہ رحمت تھا اپنے اہل وعیال کے لئے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی، دائیں بھی اور بائیں بھی مگر بدقسمت ہے وہ جس پر یہ بیج تو آ کر گرا مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔‘‘ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 219)

حضرت مسیح موعود کو جہاں خدا اور اس کے رسول سے بے حد عشق تھا، وہاں آپ کو اس بات پر بھی مکمل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح اور مہدی بنایا ہے۔ آپ کو اپنے آپ سے کئے خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر بھی پورا یقین تھا اور آپ یہ ایمان رکھتے تھے کہ چاہے جو کچھ بھی ہو جائے خدا تعالیٰ کی بات نہیں ٹل سکتی۔ اس بات کا جہاں اپنے اعتراف کرتے تھے وہاں غیر بھی انکار نہ کر پاتے۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک انگریزی اخبار ’’پائنیر‘‘ نے آپ کی وفات کے وقت آپ کے بارہ میں لکھا کہ ’’مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ ان کو ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 255)

داخلہ کلاس پریپ

امسال تمام جماعتی ادارہ جات (مریم گرلز ہائی سکول، بیوت الحمد پرائمری سکول، طاہر پرائمری سکول، مریم صدیقہ ہائیر سیکنڈری سکول اور نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن) میں کلاس پریپ کے ایڈمیشن درج ذیل اوقات کے مطابق ہونگے۔

تاریخ فارم وصولی:
25 فروری تا 15 مارچ 2014

فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ:
15 مارچ 2014ء

امتحان تحریری: 29 مارچ 2014ء
امتحان زبانی: 30 مارچ 2014ء
کامیاب طلبہ کی لسٹ: 20 اپریل 2014ء
فیس جمع کرانے کی تاریخ:
21 تا 30 اپریل 2014ء

امتحان درج ذیل سلیبس کے مطابق ہوگا۔

انگلش: Aa-Zz **اردو:** الف تا ے
ریاضی: گنتی 1 تا 20
نصاب وقف نو: 1 تا 4 سال
قاعدہ یسرنا القرآن: صفحہ 1 تا 20
جنرل نالج: بچہ / بچی کی عمر کے مطابق

بچے کی حد عمر 31 مارچ 2014 تک ساڑھے چار تا ساڑھے پانچ سال ہونا ضروری ہے۔

نوٹ: **اس سال سے نظارت تعلیم کے ادارہ جات میں پرائمری سیکشنز کے داخلہ جات کے وقت داخلہ فارمز ادارہ میں جمع کرواتے وقت بچوں کے حفاظتی ٹیکوں کے کارڈ بھی دیکھے جائیں گے۔**

(نظارت تعلیم)

مشعل راہ

استغفار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ بدانجام سے بچالیتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 14 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں۔

استغفار کس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے۔'' استغفار پڑھنے سے یا تو بدانجام سے اللہ تعالیٰ بچالیتا ہے یا وہ گناہ ہی اس سے سرزد نہیں ہوتا۔'' سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔'' فرمایا ''ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے۔'' (ملفوظات جلد اول ص 525 جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں ''خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ یونہی استغفر اللہ استغفر اللہ کہتا پھرے۔ دل کی خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے اپنی زبان میں ہی خدا سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں''۔ یعنی فضول ہیں ''ہاں دل کی دعائیں ہوتی ہیں جب قبل از وقت بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم کریم ہے۔ وہ بلا ٹل جاتی ہے۔ لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص 282)

تو عام حالات میں بھی دیکھ لیں جب آدمی کسی بیماری میں تکلیف میں دنیا میں بھی کسی انسان کو پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کے لئے آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو جب اس طرح خالص ہو کر پکاریں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ ایک قدم چلو گے تو دو قدم چل کر آؤں گا، تم پیدل آؤ گے تو میں تمہاری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''گناہ کی یہ حقیقت نہیں کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے جیسے مکھی کے دو پر ہیں ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر، اسی طرح انسان کے دو پر ہیں ایک معاصی کا اور دوسرا خجالت کا۔ توبہ، پریشانی کا، یہ ایک قاعدے کی بات ہے جیسے ایک شخص غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اس کے بعد پچھتاتا ہے گویا کہ دونوں پر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے''۔ زہر کو بھی جب خاص ایک پراسیس (Process) میں سے گزارا جائے تو وہ دوائی کا بھی کام دے جاتے ہیں۔ بہت ساری ایسے زہروں سے دوائیاں بنتی ہیں۔ فرمایا کہ اگر ''گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عجب کی آفت سے گناہ انسان کو بچائے رکھتا ہے جب نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم 70 بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے وہ آخر اسے چھوڑے گا''۔ (روزنامہ الفضل 10/ اگست 2004ء)

غزل

وہ چاند کرنیں اچھالتا ہے
تو دنیا بھر کو اجالتا ہے

وفورِ طاعت میں بات اس کی
ہے کون ایسا جو ٹالتا ہے

ہر ایک دل کو وہ پیار دے کر
نئے ہی سانچے میں ڈھالتا ہے

وہی ہے سونا وہی ہے کندن
وہ اک نظر جس پہ ڈالتا ہے

ہر ایک شیریں خطاب اس کا
وفائیں جذبوں میں ڈھالتا ہے

وہ بحرِ عرفاں سے معرفت کے
اچھوتے موتی نکالتا ہے

وہ پا شکستوں کو ہر قدم پر
سہارا دے کر سنبھالتا ہے

وہ دیکھ لے ان کا چاند چہرہ
اگر کسی کو مغالطہ ہے

وہ دے کے عابدؔ دعائیں سب کو
نظر نظر کو اجالتا ہے

مبارک احمد عابد

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ا۔حفیظ

وقت کی قدر کی اہمیت اور فوائد

وقت کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے انسان کو اس کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وقت اس کے ہاتھوں سے ریت کی مانند نکل جاتا ہے اور انسان خالی ہاتھ رہ جاتا ہے مثل مشہور ہے ’’گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں‘‘ اور یہ حقیقت ہے جس کا ادراک ہم سب کو بھی ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ بھی ہمیں خوب ہوتا ہے مگر پھر بھی ہم وقت کی پابندی کرنے میں لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نظام پر بھی نظر ڈالیں تو ہر چیز اپنے اپنے مدار پر وقت ضائع کئے بغیر گردش کرتی ہے صبح کی کرن اپنے وقت پر طلوع ہوتی ہے اور رات کی تاریکی بھی اپنے وقت مقررہ پر ہر طرف پھیلتی ہے۔ اور پھر صرف چاند اور سورج ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اپنی صفات میں انسانوں کو بھی حصہ دیتے ہوئے پابندی وقت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

’’یا (کیا ممکن ہے کہ) ہمیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم جو کچھ (برے) عمل کرتے تھے ان کی جگہ دوسرے (نیک) عمل کرنے لگ جائیں‘‘

(الاعراف: آیت 54)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’اے علی تین امور میں کبھی تاخیر نہ کرنا ایک تو نماز کا جب وقت آجائے اس میں تاخیر نہ کرو دوسرے جب جنازہ حاضر ہو تو تاخیر نہ کرو تیسرے بیوہ کا اگر مناسب رشتہ مل جائے تو تاخیر نہ کرو۔

(ترمذی)

نماز تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک تعلق ہے جو مذہب کی روح اور خلاصہ ہے ایک مومن کو جس طرح اپنی زندگی گزارنی چاہئے نماز اس کا خلاصہ ہے تنظیم کی پابندی، وقت کی پابندی، باقاعدگی، پاکیزگی، صفائی اور کلام الٰہی کی طرف لوگوں کو بلانا خدا کا قرب حاصل کرنا یہ سب باتیں نماز ہی سے انسان سیکھتا ہے مسلمانوں کو نماز کے اوقات کی پابندی کی اتنی تاکید ہے تو پھر انسانوں کے باہمی معاملات اور دوسرے فرائض میں وقت کی پابندی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ ہر معاملے میں ایک نمونہ کے طور پہ ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ بیکار نہیں گزارہ اور ہر لمحہ خدمت دین اور مخلوق خدا کی اصلاح میں صرف کیا اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔

چنانچہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو لکھا کہ تم نے جو رسولؐ خدا سے سنا ہے اس میں سے کچھ لکھو مغیرہؓ نے جواب میں لکھا کہ رسول خدا ﷺ ادھر ادھر کی باتوں سے، مال ضائع کرنے سے، زیادہ سوال کرنے سے، ماؤں کی نافرمانی اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(ادب المفرد)

یعنی فضول گپ شپ میں وقت ضائع کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اس عادت کے نتیجے میں بیکاری نکما پن اور سستی پیدا ہوتی ہے۔ وقت ضائع کرنا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جو وقت گزر گیا وہ کبھی واپس نہیں آئے گا اور ہم ہیں کہ اپنی عمر کے قیمتی اوقات کے ضائع ہونے کی پرواہ نہیں کرتے زندہ اور ترقی کرنے والے افراد اور قومیں اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ کام میں لاتے ہیں اور دیکھا جائے تو آج ہماری پستی اور گراوٹ کی طرف جانے کی اصلی وجہ بھی وقت کا ضیاع ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا ’’تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاوے گا تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا‘‘

(تذکرہ ص:401)

اس مبارک الہام میں جہاں حضرت مسیح موعود کے وقت کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہاں آپ کو نایاب موتی قرار دیا ہے۔ جس طرح موتی اور ہیرا قیمتی ہوتا ہے ویسے ہی آپ کا وقت قیمتی ہے۔ چنانچہ یہ پیغام سیدنا حضرت مسیح موعود کی وساطت سے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے لیے ہے جنہیں وقت کی قدر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں ’’اور سعادت مند وہ ہے جس نے وقت پایا اور پھر اس کو غفلت میں ضائع نہ کیا‘‘۔

(اعجاز مسیح روحانی خزائن جلد 18 ص 73)

پھر آپ فرماتے ہیں عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی۔ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی تک کا علم نہیں ......تو دانش مند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔

(ملفوظات جلد 2 ص 68)

سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے معمولات دن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے اور فرمایا کوئی مشغولی اور تصرف بے جا دینی کاموں میں خارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار گزرتا ہے اور فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔

(ملفوظات جلد 1 ص 310)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں وہ کیا ہی بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ (خطبات نور ص 147)

بعض لوگوں کو وقت ضائع کرنے کی عادت سی پڑ جاتی ہے اور ان کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ان کا وقت ضائع ہو رہا ہے اور وقت ضائع کرنے کے مختلف طریقے اپناتے ہیں مثلاً آج کل کی جدید ٹیکنالوجی کا بے جا استعمال اور بغیر ضرورت باتیں کرنے اور گپ شپ میں وقت کا ضائع کرنا اور پھر یہ عادات بالآخر گناہ کی طرف لے جاتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان فرماتے ہیں:۔

’’گناہ کا ایک موجب عادت بھی ہے باوجود اس کے کہ انسان سچائی سے واقف ہوتا ہے مگر جب موقع آتا ہے اس برائی سے بچ نہیں سکتا۔ مثلاً جانتا ہے کہ شراب پینا برا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ نہیں پیئوں گا لیکن باہر جاتا ہے بادل آیا ہوتا ہے ایک ایسی صحبت میں جا کر بیٹھتا ہے جہاں شراب اڑ رہی ہے وہاں دوسرے کہتے ہیں لو تم بھی پیئو تو اس نے ......جو ارادہ کیا تھا وہ ٹوٹ جاتا ہے‘‘۔

’’گناہ کا ایک موجب سستی اور غفلت ہے۔ مگر باوجود اس کے کام کرنے کی امنگ نہیں ہوتی کہتا ہے پھر کرلیں گے اسی میں وقت گزر جاتا ہے اور وہ برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے رسول کریم ﷺ کے وقت میں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ ایک مخلص صحابی تھے جو جنگ کے لیے جانے کی تیاری کرنے کی بجائے اس خیال میں بیٹھے رہے کہ جب چاہوں گا چل پڑوں گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لشکر کے ساتھ نہ جاسکے غرض کبھی سستی سے بھی انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسے انسان کے اندر مادہ نہیں ہوتا کہ اسے مجبور کرے کہ اٹھو یہ کام کرو‘‘۔

(منہاج الطالبین ص 45,47)

وقت کیا ہے زندگی کا دوسرا نام ہے یعنی انسان کی پیدائش سے موت تک کا تھوڑا سا درمیانی اور غیر یقینی وقفہ چنانچہ وقت زندگی کی طرح ایک نعمت ہے اور پابندی وقت اس نعمت کی قدر اور شکریہ کا بہترین طریق ہے۔ جو بھی وقت کی قدر کرتا ہے یہ اسے کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ وقت تو برف کی مانند غیر محسوس انداز میں پگھلتا ہی رہتا ہے جو وقت کے پابند ہو کر اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وقت کے بہترین استعمال کا پتہ کیسے چلے۔

خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

’’یقیناً نماز (کا ادا کرنا) مومنوں کے لئے وقت مقررہ پر فرض ہے‘‘۔ (النساء: آیت 104)

چنانچہ سب سے پہلا اور پابندی وقت پیدا کرنے کے لیے آسان اور پراثر حل جس میں آپ کی یقیناً آخرت تو سنورے گی ہی دنیا بھی سنور جائے گی وہ خدا تعالیٰ نے ہمیں خود بتا دیا وہ نماز ہے اگر آپ نماز اپنے وقت پر ادا کریں گے تو یقیناً پابندی وقت کی قابل قدر صفت آپ میں خود بخود پیدا ہو جائے گی جب آپ نمازوں کو اپنے عین وقت پر ادا کریں گے تو آپ کو بآسانی معلوم ہو جائے گا کہ ان نمازوں کے درمیان ہم نے کون سا کام کب شروع کیا اور ہم نے اس پر کتنا وقت صرف کیا اور کب اختتام پذیر ہوا۔ مثلاً یہ جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ نداء کی آواز کے ساتھ ہی بستر چھوڑ دو یعنی جب نداء کے پیارے کلمات کان میں پڑیں اور خاص طور پر یہ کلمات ’’الصلوٰۃ خیر من النوم‘‘ کہ نماز نیند سے بہتر ہے تو پھر نماز کا حق کیوں نہ ادا کریں وقت پر اس کو ادا کر کے اس کی برکات کیوں نہ حاصل کریں اور پھر حضرت محمد ﷺ کا یہ فرمان کہ صبح کی نیند رزق سے محروم کر دیتی ہے (مسند احمد بن حنبل) تو پھر اس پر عمل کر کے کیوں نہ صبح کی نیند چھوڑ کر رزق حاصل کریں۔

یہ وقت کی قدر کا ایک پہلا قدم ہے کہ صبح ہوئی پرند، چرند، جانور درخت پھل، پھول پودے غرض یہ کہ سب اس کی حمد کر رہے ہیں کیونکہ صبح کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا اس لئے چل رہی ہو کہ اس کی تازگی سے سب فائدہ اٹھائیں تو پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ اگر نیند چھوڑ کر اس تازگی کو اپنے اندر اتار لے اور پھر اس رب دو جہان کے آگے سجدہ ریز ہو جائے تو شکرانہ رب ادا ہوتا ہے اور یہ حکم ربانی بھی سمجھ میں آتا ہے کہ نماز نیند سے بہتر ہے یعنی اس پالن ہار کا حق ادا ہوا اس کی نعمتوں کے حقدار بنے اور وقت پر نماز ادا کر کے وقت کا حق بھی ادا ہوا اور اس وقت کی قدر میں صبح جاگنے سے سارے کام بھی احسن طریق پر ادا ہوں گے اور یہ کہ صحت پر بہت اچھا اثر پڑے گا

اب اگر دوسری طرف دیکھا جائے اسی وقت کی ناقدری اور نہ ملنے کا جو رونا روتے ہیں ان کے کانوں میں نداء کی آواز پڑی یا نہ پڑی اپنی سستی کی بنا پر نعمت خداوندی سے محرومی کے حقدار ٹھہرے۔ نہ تو خدا تعالیٰ کی احسن رنگ میں عبادت کا حق ادا کیا نہ صحت پر اچھا اثر پڑا اور نہ وقت کی قدر کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ رات کو دیر سے سوئیں گے تو نتیجۃً صبح کی نماز سے محروم ہوں گے پھر نماز سے محرومی اور دیر سے جاگنا ہر کام کو پس پشت ڈال دیتا ہے بے برکتی ہو جائے گی پھر سارا دن تمام کاموں میں جھنجھلاہٹ کا شکار ہو جائیں گے سکول، کالج اور دفتر سے لیٹ ہو جائیں گے اور ہر کام میں لیٹ ہونے کی وجہ سے بدمزگی پیدا ہوگی۔

اس لئے چاہئے کہ نمازوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا ایک ٹائم ٹیبل بنالیں کہ کون سا کام آپ نے کب اور کتنے وقت میں میں سرانجام دینا ہے۔ جب ہم اپنے دن کے تمام گھنٹے کام میں لگائیں تو جب ہم فارغ ہوں تو ہمیں احساس ہوگا کہ یہ فارغ وقت ہے لیکن اگر سارا دن ہی فارغ رہا جائے تو وقت کے ضائع ہونے کا احساس آہستہ آہستہ کم ہو جائے گا بلکہ بعض دفعہ تو ختم ہی ہو جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی وقت کی قدر کا موٹا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’چند دن آپ اپنے روزمرہ کے کاموں کی ایک ڈائری لکھیں جس میں یہ ذکر ہو کہ میں فلاں وقت اٹھا پہلے میں نے فلاں کام کیا پھر فلاں کیا دن کو تین حصوں میں تقسیم کرلیں اور ہر حصہ کے ختم

باقی صفحہ 4 پر

سیرت طیبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کے قلم سے

میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں

23 فروری 1910ء کو مجھے حضرت کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی آپ کو مطالعہ کتب کا جو شوق ہے وہ ظاہر امر ہے۔ کسی تاجر کتب کو ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ بھیج دو اور بعد دیکھنے کے اگر میں نے اسے پسند کیا تو قیمت بھیج دوں گا والا واپس اور ہر دو طرف کا محصول میں دوں گا اس نے جواب دیا کہ ایسا نہیں کر سکتے فرمایا ہم اس جواب سے خوش ہوئے کیونکہ یہ معاملہ کی بات ہے وہ ہم سے ناواقف ہے ہمارے حالات سے بے خبر اور اصل تو یہ ہے کہ میں تو سدا ہی خوش رہتا ہوں کیونکہ مومن لا یحزنون کے نیچے ہے کوئی مریض میری تشخیص کو تسلیم نہیں کرتا تو مجھے خوشی ہوتی ہے اس لئے کہ میں اس کی ذمہ داری سے بچ جاتا ہوں کوئی بیرونی مریض رخصت چاہتا ہے۔ تو فوراً اسے رخصت کر دیتا ہوں اور خدا کا فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے ذمہ داری سے نجات دی غرض ہر حال میں مجھے خوشی ہی رہتی ہے اور یہ اس کا فضل ہے۔

اپنی سچائی کی بصیرت

میں نے ایک رقعہ آپ کو دکھایا جو الحکم میں طبع تھا اس میں راقم نے ہمارے سکول کی مثال عیسائیوں کے مدرسے سے دی اس پر آپ کی مذہبی حمیت اور حرارت نے خاص رنگ دکھایا۔ بڑے جوش سے فرمایا کہ کیا ہم اپنے سکول کے متعلق یہ سن سکتے ہیں؟ ہم خدا کے فضل سے بے ایمان نہیں لوگوں کو دھوکا نہیں دیتے یہی حق ہے جو ہم نے قبول کیا ہے۔ ایک آن کے لئے بھی کفر یقین کر کے کوئی اسے اختیار نہیں کر سکتا ہم نے دنیا کی ملامتیں کفرنامے اور قتل کے فتویٰ اپنے حق میں سنے اور ان کی پرواہ نہیں کی کیا دنیا کی ان ساری تکلیفوں کو سامنے رکھ کر برداشت کرتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہرگز نہیں پر ہم شاھدین علٰی انفسھم...... کیونکر بن سکتے ہیں خدا نے ہمیں حق دکھایا جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو چاہے اسے قبول کر لے جو چاہے رد کر دے اس کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے جو کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ دنیا سے ڈرتے ہیں جب یہ باتیں ہی ہمارے سامنے ہیچ ہیں تو پھر ہم کسی کی پرواہ کیا کریں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

خدا کے فضل کا ذکر

حضور کے واقعات زندگی عجیب قسم کے خوارق کا مجموعہ ہیں دوسرے لوگ جو بدظنی سے ہر ایک بات دیکھتے ہیں وہ ایسے امور کو اعتقادی نظر سے دیکھتے ہیں اور بے حقیقت کہتے ہیں مگر جن لوگوں نے ان واقعات کو دیکھا ہے۔ وہ خدا کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہیں فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص کے چودہ روپے مجھے دینے تھے اس نے آ کر مطالبہ کیا اور میں نے گھر میں دریافت کیا تو جواب ملا موجود نہیں میرے پاس ایک قیمتی چادر تھی میں نے وہ کسی کو دی کہ بازار میں فروخت کر دو اس نے آ کر کہا کہ اس کی قیمت چودہ روپے ملتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بصیرت اور مناسبت دی ہے میں نے سمجھ لیا کہ ہاں ٹھیک ہے دے دو حالانکہ وہ بہت قیمتی چیز تھی اس کے بعد میں نے دعا کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی ایسی ضرورت نہیں آنے دی کہ اس کا سامان ساتھ ہی نہ ہو گیا ہو میرے شاگرد جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح پر میری ضرورتوں کو رفع کرتا ہے بعض وقت سولہ روپے کی ضرورت آنے والی ہے اور مجھے علم نہیں مگر اس سے پہلے کسی نے آ کر ایک پونڈ اور ایک روپیہ دے دیا ہے۔

اسی طرح پر وہ میرے ساتھ معاملہ فرماتا ہے یہ اس کی نکتہ نوازی ہے۔

مجھے میرے روحانی امراض کے علاج کے لئے ایک نسخہ دیتے ہوئے لکھا کہ

"میرا یقین ہے۔ تجربہ ہے۔ مشاہدہ ہے۔ اگر انسان اپنے مذہبی فرض اور دنیوی فرضوں کو عمدگی سے ادا کر کے گونہ سبکدوشی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ایسے انسان کو ضائع نہیں کرتا۔"

شفقت علیٰ خلق اللہ کا نمونہ

ایک عہدیدار نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت میں مخلوق کی ہمدردی کا اتنا جوش ہے کہ شفقت علیٰ الاولاد بھی بعض وقت اس پر قربان کرتے ہیں اس نے اسی سلسلہ میں کہا کہ ایک دن آپ مریض کے لئے نسخہ لکھ رہے تھے کہ بچہ نے کلاہ لا کر رکھ دیا کہ اس کو لے دو متوجہ نہ ہوئے پھر توجہ دلائی تو ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ وقت ایسے کاموں کے نہیں ہیں تم جانتے ہو کہ یہ وقت ان مریضوں کے لئے ہے اگر میں ذاتی کاموں میں اسے صرف کر دوں تو پھر ان کے لئے اور وقت کہاں سے نکالوں خرید و فروخت کے کام میں نہیں کر سکتا اس بے توجہی سے بچہ نے گورونی سی صورت بنائی مگر حضرت نے اس وقت ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر مریضوں ہی کی طرف متوجہ رہے یہ عملی نمونہ ہے وقت کی قدر و قیمت کا یہ فعلی سبق ہے ایثار نفس کا اور شفقت علی الخلق کا۔

حضور کا مکتوب حسن نظامی کے نام

27 فروری 1909ء کو "حسن نظامی" دہلوی نے حضور کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس میں انہوں نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی تحریر چاہی تھی اور گوروکل کے جلسہ کے متعلق لکھا تھا کہ کوئی آدمی وہاں جا کر اسے دیکھے اس کا جواب حضرت نے اس وقت جو دیا وہ خوش قسمتی سے مجھے بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آج پورے ایک سال کے بعد میں اسے دوستوں کے لئے بطور تحفہ پیش کرتا ہوں اس سے حضرت کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا عجیب ثبوت ملتا ہے۔

مکرم معظم جناب مولانا

مکرمت نامہ پہنچا اس پر عرض ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کو میں اور ہماری جماعت اصح الکتب یقین کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک بار سرور عالم فخر بنی آدم خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے حضور ﷺ حضرات صحابہ کرام موجود تھے۔ اور ایک جنازہ گزرا اور اس مطہر و مزکی جماعت نے اس کی تعریف کی عربی عبارت میں ہے اثنوا علیہ خیراً فقال وجبت۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی مذمت ہوئی۔ پھر ارشاد ہوا وجبت ، وجبت کے معنے ہیں کہ اس کے لئے واجب ہو چکی۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ماوجبت یارسول اللہ ﷺ کیا واجب ہوا فرمایا الذی اثنیتم علیہ خیراً فوجبت لہ الجنۃ واما الذی اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار۔ انتم شھداء فی الارض جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوئی۔ اور جس کی تم نے مذمت کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی۔

(الحکم 28 فروری 1910ء ص2)

بقیہ صفحہ 3

ہونے پر 10,5 منٹ تک نوٹ کریں کہ آپ اس عرصہ میں کیا کرتے رہے ہیں اس طرح آٹھ دس دن مسلسل ڈائری لکھنے کے بعد دوبارہ اپنی ڈائری پر نظر ڈالیں اور نوٹ کریں کہ ان میں سے کون کون سے کام غیر ضروری تھے اس کے بعد آپ اندازہ لگائیں کہ چوبیس گھنٹوں میں کتنا وقت آپ نے ضروری کاموں میں صرف کیا اور کتنا غیر ضروری کاموں میں صرف کیا اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ بہت جلد اندازہ لگا سکیں گے کہ آپ کی بہت سی زندگی رائیگاں چلی جا رہی ہے زیادہ عرصہ نہیں صرف آٹھ دس دن ایسا کرنے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 ص 305,304)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

"میرا جائزہ اور تجربہ یہ ہے کہ جب مصروف آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو وہ ہو جاتے ہیں۔ فارغ وقت والے آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو وہ نہیں ہوتے کیونکہ فارغ وقت والا ہوتا ہی وہی ہے جس کو اپنے وقت کی قیمت معلوم نہیں اور وقت ضائع کرنا اس کی عادت بن چکا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر فارغ وقت والے آدمی کو پکڑنا ہے تو رفتہ رفتہ اسے مصروف رہنا سکھانا ہوگا اور اس کے لئے بعض دفعہ اس کے مطلب کی چیز اس کے سپرد کی جائے تو رفتہ رفتہ اس کام کی عادت پڑ جاتی ہے"۔

(الفضل 26/ اپریل 1992ء)

پس آج جب دیگر لوگ اپنا وقت فضول اور لغو کاموں میں ضائع کرتے ہیں کبھی ٹی وی، انٹرنیٹ پر اور موبائل فون پر اور کبھی فضول گپ شپ میں اور پھر یہ تمام برائیاں وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ بالآخر سنگین برائی کی طرف لے جاتی ہیں تو اس معاشرے میں احمدی ہی ہیں جو دیگر لوگوں سے ممتاز ہونے چاہئیں اور آج کی جدید ٹیکنالوجی اور فضول گپ شپ میں وقت صرف کرنے کی بجائے دین کو پھیلانے کی کوشش اور پلاننگ کرنی چاہئے اور اپنا وقت درست استعمال کرنے والے ہونے چاہئیں تاکہ وہ مستقبل میں خصوصاً جماعت کے لئے اور عموماً برے معاشرے کے لیے مفید وجود بن سکیں ایک مشہور قول ہے "ڈوبتے ہوئے سورج نے پوچھا کوئی ہے جو میری جگہ لے لے ٹمٹماتے ہوئے دیئے نے جواباً کہا ہاں میں کوشش کروں گا" اس مقولے میں بھی ہمارے لیے ایک پیغام ہے کہ اپنی کوشش خواہ معمولی اور حقیر ہی کیوں نہ ہو بہتر اور تعمیری کاموں میں استعمال کرنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اور بچہ اپنے قیمتی وقت کو احسن طریق پر استعمال کرنے کی کوشش کرے تا وہ سچی خوشی کا ادراک حاصل کر سکے۔

(آمین)

عوام کے حق رائے دہی اور جمہوریت کا عالمی سفر

قسط دوم آخر

آفاقی حق رائے دہی

(Universal sufrage)

یہ اصول آفاقی بالغ حق رائے دہی بھی کہلاتا ہے۔ اس اصول کے تحت ہر بالغ شہری کو ووٹ دینے کا حق دیا جاتا ہے بعض حالات و مقامات پر غلاموں کو بھی اس کا مستحق قرار دیا جاتا تھا۔ اس کے تحت حکومت کسی معاملے پر شہریوں سے آراء طلب کرتی ہے اور آراء دینے والوں میں نسل، صنف، مذہب، دولت یا سماجی رتبے کی قدغن نہیں لگائی جاتی۔ سب سے پہلے 1792ء میں فرانس میں بالغ مردوں کا حق رائے دہی تسلیم کیا سوئٹزر لینڈ میں بھی اس پر 1848ء سے عمل درآمد شروع ہوا۔ جرمن شہنشاہیت نے اسے 1871ء میں تسلیم کرلیا تاہم نیوزی لینڈ دنیا کا سب سے پہلا ایسا ملک قرار پاتا ہے جس نے اس تصور کو 1893ء میں بلا امتیاز صنف اپنایا یعنی وہاں خواتین کو بھی ووٹ کا حق دیا گیا۔ اس تصور نے فرانس سے باہر ملکوں کو بھی متاثر کیا اور اس کے سامنے آنے کے کوئی دو دہائی کے اندر اکثر مغربی ملکوں نے اسے اپنا لیا البتہ خود فرانس میں عورتوں کو یہ حق 1945ء میں، اٹلی میں 1946ء میں بیلجیئم میں 1948ء میں اور سوئٹزرلینڈ میں 1971ء میں دیا گیا۔

اس سے قبل جدید جمہوریتوں میں ووٹ دینے کا حق صرف صاحب جائیداد اور دولت مند طبقات کو دیا جاتا تھا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ووٹ ڈالنے کا حق صرف اقلیت کو ہوتا تھا اور اقلیت میں بھی عورتوں کو شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ بعض ممالک میں مذہب کی قید بھی عائد کی جاتی تھی۔ انیسویں صدی میں آفاقی حق رائے دہی کے سلسلے میں تحریکیں چلائی گئیں، اُسی صدی کے آخر میں آزاد خیالوں اور سماجی جمہوریت پسندوں نے خاص طور پر شمالی یورپ میں ایکا کرلیا، مساوی و عمومی حق رائے دہی کا نعرہ بلند کیا اور ووٹ ڈالنے کے لئے جائیداد کا مالک ہونے کی پابندی ختم کرنے پر زور دیا جب کہ بیسویں صدی میں یہ حق عورتوں کو بھی دینے کے لئے جدوجہد کی گئی۔

بعض ایسے ممالک بھی تھے جہاں ووٹ کا حق دیا گیا لیکن اس میں نسلی قدغنیں برقرار رکھی گئیں، جیسے جنوبی افریقہ میں ووٹ ڈالنے کا حق صرف گوروں کے پاس تھا جو 1994ء میں عظیم رہنما نیلسن منڈیلا اور ان کی پارٹی کی جدوجہد کے نتیجے میں ختم ہوا۔

تاریخی طور پر خواتین کا حق رائے دہی تسلیم کرنے والا پہلا ملک یوں تو نیوزی لینڈ کو ہی قرار دیا البتہ صرف ڈیڑھ دہائی بعد (1769ء) میں واپس لے لیا گیا۔ امریکہ میں عورتوں کا یہ حق نیوجرسی میں 1776ء میں تسلیم کیا گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہاں اس سے قبل ''باشندہ'' صرف مرد ہی کہلاتا تھا۔ 1861ء کے دوسرے نصف میں جنوبی آسٹریلیا نے بھی عورتوں کو ووٹنگ کا حق دے دیا اور اس کے بعد متعدد ملکوں نے اسے اپنایا۔ نیوزی لینڈ کے 1893ء کے عام انتخابات سے چند ہفتے پہلے عورتوں کا یہ حق تسلیم کر کے ان سے ووٹ ڈلوائے گئے جب کہ جنوبی آسٹریلیا میں 1894ء میں صرف ووٹ ہی نہیں، انتخابات لڑنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔

پرتگال کا کیس اس حوالے سے دلچسپ ہے کہ وہاں 1911ء میں کیرولینا پہلی اور واحد خاتون تھی جسے اس سال ووٹ ڈالنے کا حق ملا۔ یہ خاتون حقوق نسواں کی علم بردار تھی اور اس نے اس عہد میں خواتین کی ایک انجمن بھی بنائی تھی۔

ترکی میں خواتین کو سٹی کونسلوں کے انتخابات میں ووٹ دینے کا حق فرانس، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ جیسے ملکوں سے بہت پہلے 1930ء ہی میں دے دیا گیا تھا بلکہ 1934ء میں انہیں انتخاب لڑنے کا حق بھی دے دیا گیا۔

بچوں کا ووٹنگ کا حق

(Demeny Voting)

2007ء میں وارن سی سینڈرس نے بچوں کو بھی حق رائے دہی دینے کی وکالت کی۔ اس اصول کے تحت والدین کو اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے پراکسی ووٹ (Proxy vote) دینے کا ذمے دار ٹھہرایا گیا ہے لیکن وہ بچوں کو مجبور نہیں کرسکیں گے کہ وہ کسی خاص پارٹی کو ووٹ ڈالیں۔ سینڈرس نے اس کا نام معروف ڈیموگرافر پال ڈیمنی کے نام سے منسوب کیا جس نے یہ تصور 1986ء میں پیش کیا تھا۔ ڈیمنی چاہتا تھا کہ سیاسی نظام کو مضبوط کرنے کی تربیت بالغ ہونے سے پہلے ہی دی جانی چاہئے۔ وہ چونکہ ڈیموگرافر بھی تھی لہٰذا اس کی نظر میں ایسے ممالک تھے جہاں بچوں کی شرح پیدائش کم ہے تاہم تاریخی حوالے سے یہ صحیح نہیں کہ یہ تصور سب سے پہلے ڈیمنی نے دیا ان سے بہت پہلے یہ تصور فرانس میں 1920ء کی دہائی میں سامنے آیا تھا اور وہاں کی قومی اسمبلی نے اسے منظور بھی کرلیا تھا جبکہ جرمنی میں 1910ء میں یہ تصور زیر بحث رہا۔ یہ تصور ابھی عملی صورت اختیار نہیں کر پایا البتہ 1970ء اور 1980ء کی دہائیوں میں قانون دانوں اور سیاسی سائنس کے ماہرین اس پر بحث مباحثہ کرتے رہے۔ جرمن پارلیمان میں پہلے 2003ء اور پھر 2008ء میں اس پر ووٹنگ بھی ہوئی تاہم ارکان نے اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ جاپان میں بوڑھوں کی تعداد غالباً دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے لہٰذا وہاں بھی اس تصور پر تحقیق و بحث کا سلسلہ جاری ہے۔ ہنگری کی مخلوط مقتدرہ بھی اس سلسلے کی حمایت کرتی ہے تاہم ابھی کوئی واضح فیصلہ نہیں ہو پایا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اقوام متحدہ کا کنونشن برائے حقوق اطفال، بچوں کو شہری اور سیاسی حقوق دینے پر زور دیتا ہے۔ اس حوالے سے جاپانیوں کا استدلال یہ ہے کہ بچوں کو ووٹ کا حق دینے سے ''بزرگوں کے راج'' (Gerontocracy) کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ ایک اور دلچسپ استدلال یہ ہے کہ بڑی عمروں کے لوگوں کی منتخب حکومتیں یا وہ خود قرضے لے لیتے ہیں جو اگلی نسلوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔

انتخاب لڑنے والی پہلی خاتون

کیتھرین ہیلن سپنس، جنوبی آسٹریلیا کی پہلی خاتون جس نے 1897ء میں پارلیمانی انتخاب لڑا۔

امریکیوں کو یہ حق دینے کے لئے 1870ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے دیا گیا جب کہ 1920ء میں خواتین کو اہل قرار دے دیا گیا، اس کے باوجود بعض ریاستوں میں کالوں کو پول ٹیکس، ناخواندگی اور افسر شاہانہ حیلے بہانے کر کے اس حق سے محروم رکھا جاتا رہا بہرحال 1965ء میں پورے یو ایس اے میں یہ حق رنگ داروں کو مل ہی گیا۔ رفتہ رفتہ 2008ء تک یہ حق پرتگال، یورپی یونین، پیرو، زمبابوے، جنوبی افریقہ، تائیوان، بحرین، عمان، سعودی عرب، قطر، کویت، اور بھوٹان تک میں بالغ حق رائے دہی یا ووٹ کا حق تسلیم کرلیا گیا۔ ان میں متعدد ممالک میں مردوں کو ووٹ دینے کا حق پہلے سے حاصل تھا بعد میں خواتین کو بھی ملا۔ بہت سے مسلمان ممالک ایسے ہیں جن میں یہ حق صرف بلدیاتی انتخابات کے لئے دیا گیا ہے۔ سعودی عرب میں 2005ء سے بلدیاتی انتخاب ہو رہے ہیں تاہم وہاں فی الحال صرف مرد ہی ووٹ ڈال سکتے ہیں۔

جمہوریت کی ازسرنو اٹھان

جمہوریت کا جدید دور سولہویں صدی میں یورپ سے شروع ہوتا ہے جب پولینڈ اور پولینڈ لیتھوانیا کی دولت مشترکہ میں ''گولڈ لیبرٹی'' یا سنہری آزادی دی گئی۔ اس کے تحت ایک ''اشرافیہ جمہوریت نما'' قائم کی گئی اس میں دولت مشترکہ کی اشرافیہ نے، جو 10 فی صد تھی، بادشاہ کا انتخاب کیا تھا۔

سترہویں صدی (1640-50ء) میں برطانیہ میں خانہ جنگی کے دوران سیاسی پارٹی کے قیام کا تصور پیدا ہوا۔ اسی دوران ''دی موڈریٹ'' کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا گیا، ٹوری پارٹی اور وگز اسی دور کی یادگار ہیں۔

1620ء کے مے فلاور کم پیکٹ (May flower Campact) کے معاہدہ نے بھی جمہوریت کو فروغ دیا۔ یہ معاہدہ انگلستان سے امریکا نقل مکانی کرنے والے افراد نے آپس میں طے کیا تھا، ''مے فلاور'' اس بحری جہاز کا نام تھا جس پر وہ سوار تھے، اس معاہدے پر دستخط کرنے والوں نے نئی سرزمین پر حکومت قائم کرنے اور اسے اکثریتی بنیادوں پر چلانے کا عہد کیا تھا۔

بقیہ صفحہ 6

اور ضلع جھنگ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

وہ شاعر، ادیب، مصنف، مترجم، ماہر قانون دان، مدیر اور استاد سب کچھ تھے۔ مولانا ابوالعطاء صاحب نے اُنہیں الفرقان کی ادارت میں شامل کر رکھا تھا۔ جناب شریف خالد صاحب کے ایک طالبعلم نے مجھ سے ذکر کیا کہ وہ انگریزی دیہاتی لہجہ میں پڑھاتے تھے اور تشریحی مقامات پر غالب، اقبال، داغ، امراء القیس، سعدی، رومی وغیرہ کے حوالے دیتے تھے یعنی انہیں اردو، عربی، فارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ کی نگارشات ہفت روزہ لاہور میں بھی پڑھنے کو ملیں۔ ایک دفعہ آپ نے شیکسپیئر کے نام کو شیخ پیر بخش کی بگڑی ہوئی شکل قرار دیا۔ عرف عام میں آپ چاچا جی کہلاتے تھے جس سے آپ کی مقبول شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مکرم عامر احمد صاحب

نانا جان مکرم پروفیسر چوہدری محمد شریف خالد صاحب

(سنڈے ایکسپریس 24 مارچ 2013ء)

ہمارے نانا جان مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب ولد مکرم میاں شمس الدین صاحب 1920ء میں گجرات کے نواحی گاؤں گولیکی میں پیدا ہوئے۔مکرم میاں شمس الدین صاحب نے 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ابتدائی تعلیم آپ نے گجرات میں ہی حاصل کی۔آپ اپنے سکول اور کالج کے دور میں فٹبال کے اچھے کھلاڑی تھے۔آپ نے بی اے کرنے کے بعد اپنی زندگی وقف کردی اور قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ بطور نائب وکیل الدیوان خدمت کی توفیق پائی۔تقسیم ہند کے بعد ماڈل ٹاؤن لاہور میں رہائش اختیار کی 1952 میں بی ٹی کرنے کے بعد آپ نے ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔اور پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں بطور استاد تعینات ہوئے۔ 55-1954ء میں آپ کا تقرر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بطور انگریزی لیکچرار کے ہوا۔

ہمارے نانا جان بہت سادگی پسند اور صاف گو انسان تھے۔کبھی غلط بات نہ کرتے اور نہ برداشت کرتے۔ چاہے اس وجہ سے کتنا ہی نقصان اُٹھانا پڑتا۔اس صاف گوئی اور اصول پسندی کی وجہ سے اکثر نقصان اور مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا جس کی گواہی ان کے شاگرد اور ہم عصر بھی دیتے ہیں۔راقم نے جب ہوش سنبھالا اس وقت وہ تدریس کے شعبہ سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد بطور وکیل پریکٹس کر رہے تھے۔ راقم نے ہمیشہ ان کو صاف ستھرے اور سادہ لباس میں دیکھا نمود و نمائش ان میں بالکل بھی نہ تھی۔ ربوہ کی عدالت میں کچا سا چھپر ڈال کر اپنا چیمبر بنا رکھا تھا۔ ہمیشہ سادہ غذا کا استعمال کرتے۔آخری عمر تک خود سائیکل چلا کر عدالت جاتے رہے۔ ہمیشہ ہر ایک سے پیار اور احترام سے بات کرتے حتیٰ کہ اپنے سے چھوٹوں کا اگر نام لے کر پکارتے تو صاحب کا لاحقہ نام کے ساتھ ضرور لگاتے۔ اپنے بیٹوں کو اور راقم کو بھی نام کے ساتھ صاحب کے لاحقہ کے ساتھ پکارتے۔ نانا جان نے مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ سے دوسری شادی کی اور دونوں کی رفاقت پچاس سال پر محیط ہے۔نانا جان کے دونوں بیویوں سے نو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ جن کی شادیاں وہ اپنی زندگی میں کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ان کی تمام اولاد اس وقت تین براعظموں میں پھیلی ہوئی ہے۔نانا جان پنجوقتہ نمازی اور عبادت گزار تھے۔اور اپنی اولاد کی بھی خاص طور پر اپنی بیٹیوں کی تربیت بہت اچھے اور احسن رنگ میں کی۔نظام جماعت اور خلیفہ وقت کا بہت احترام ان کے دل میں تھا۔نانا جان کے بڑے بھائی چوہدری غلام رسول صاحب جوانی میں وفات پا گئے تو اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد کا بھی ہمیشہ خیال رکھا۔ باوجود جماعت کے قلیل الاؤنس کے کبھی اپنی غربت کا اظہار نہ ہونے دیا اور تمام عمر سفید پوشی میں گزاری اس کے ساتھ ساتھ ضرورت مندوں کی بھی ہمیشہ مدد کرتے۔

نانا جان خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ان کی وفات 26/اکتوبر 2004ء کو تقریباً 84 برس کی عمر میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔نانا جان جماعت کے رسائل المنار، الفرقان اور بدر کی قلمی معاونت بھی کرتے رہے اور المنار اور الفرقان کی ادارت میں بھی شامل رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر فرقان فورس میں بھی شمولیت اختیار کی۔ نانا جان کو کئی جماعتی کتب کا انگریزی ترجمہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔اس کے علاوہ کئی کتب تحریر بھی فرمائیں ۔زندگی کے آخری دنوں میں بھی سیرۃ النبی ﷺ کے حوالے سے ایک کتاب تحریر فرما رہے تھے جو ان کی زندگی میں شائع نہ ہو سکی اب انشاء اللہ ان کی صاحبزادی مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اس کو شائع کروانے کی سعی کر رہی ہیں۔

نانا جان بہت دعا گو، نیک اور خدا ترس انسان تھے۔راقم کا ملنا جب ان کے ہم عصروں سے یا ان کے شاگردوں سے ہوتا ہے تو وہ نانا جان کے اخلاق اور کردار کی تعریف کرتے نہیں تھکتے اور نانا جان کے حوالے سے راقم کو بھی عزت اور تکریم دیتے ہیں۔کینیڈا کے امیر جماعت ملک لال خان صاحب بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ان کے ایک محلّہ دار اور کولیگ **مکرم منیر احمد باجوہ صاحب ہیمبرگ جرمنی سے لکھتے ہیں۔**

وہ چھوٹوں اور بڑوں میں اپنے اعلیٰ اخلاق اور ہمدردیٔ خلائق کے باعث بے پناہ مقبول تھے اور دوسرے وہ تعلیم الاسلام کالج جیسی مقدس درسگاہ میں انگلش کے پروفیسر تھے اور ساتھ ہی ساتھ قانون دان بھی تھے۔اس لحاظ سے نوجوان شاگرد طبقہ کے دل میں اُن کا بہت بڑا مقام تھا۔

بیت لطیف کو از سر نو تعمیر کیا جا رہا تھا آپ نے بڑی دلچسپی اور جانفشانی سے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس کی چھت ڈالتے وقت اپنے نوجوان شاگرد خدام سے کہیں آگے بڑھ کر وقار عمل کیا، اینٹوں گارے کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس میں خود کو گرد آلود کئے رکھا۔ہم گواہ کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم نے اس بزرگ کو محبت کے سمندر کی طرح پایا۔

ہم نے اُن سے پڑھا، ہمارے بڑوں نے اُن سے پڑھا۔ ہمارے چھوٹوں نے اُن سے پڑھا، کالج کے زمانہ میں وہ ہمیشہ اپنے کام میں باقاعدہ تھے۔ہزار مجبوریوں کے باوجود کبھی بے جا کالج سے ناغہ نہیں کیا۔ بعد میں ہمارے ساتھ وکالت کے میدان میں بھی آپ کی یہی شان نمایاں رہی۔

ایک دفعہ صبح کے وقت کچہری جانے کیلئے گھر سے نکلے تو ایک ریڑھی والے مزدور کو دیکھا کہ اس کی ریڑھی کا ٹائر پھٹ گیا ہے اور وہ غربت کی وجہ سے پریشان حال کھڑا ہے کہ اب نہ ٹائر، نہ پیسے، نہ مزدوری، کیا کروں؟ آپ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جتنے پیسے نکلے سارے کے سارے اسے تھما دیئے اور کہا کہ جاؤ نیا ٹائر خرید لو اور خود خالی ہاتھ کچہری چلے آئے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ آپ کے کچہری پہنچنے سے پہلے ہی آپ کا ایک مؤکل آپ کا انتظار کر رہا تھا اور اس نے اپنے کیس کی خاطر آپ کو اتنی فیس دی جو ان پیسوں سے کہیں زیادہ تھی جو آپ نے اس ریڑھی والے کو دیئے۔

ایک دفعہ راستہ میں ایک غریب بوڑھے کو دیکھا جو ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بے یار و مددگار پڑا ہوا تھا۔اس کو پوچھے بغیر بے ساختہ کچھ روپے جیب سے نکالے اور اس کی مدد کی خاطر اس کی طرف بڑھا دیئے لیکن اس بوڑھے نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کردیا کہ، بابا ہم عیسائی لوگ ہیں ہم لوگوں سے بھیک نہیں مانگا کرتے۔آپ کی طبیعت پر اس کا بہت اثر تھا اکثر فرماتے کہ کاش، مسلمان بھی یہ سبق سیکھ لیں ۔غریب پروری کا یہی سلوک آپ کا اپنے مزارعوں کے ساتھ ہوتا تھا جن سے آپ زمیندارہ کرواتے تھے۔ایک دفعہ گرمیوں کی سخت دھوپ میں اپنے زمیندارہ سے آ رہے تھے سائیکل کی ٹیوب گرمی کی شدت سے پھٹ گئی تھی۔ پیدل چلے آ رہے تھے چہرے پر گرمی، تھکان اور گرد و غبار کے آثار نمایاں تھے۔مگر دل خدا تعالیٰ کی محبت میں پُرسکون اور مطمئن۔یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب، آپ کو اس زمیندارہ میں کوئی بچت بھی ہوتی ہے کیا؟ کمال طمانیت اور توکل کے ساتھ ایک دلربا قہقہہ بلند کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ مجھے یہ پھیرے (چکر) ہی بچتے ہیں جو میں مار آتا ہوں۔ زمیندارہ بچت کیلئے نہیں بلکہ ان غریب مزارعوں کی روزی کا ایک ذریعہ ہے اس بہانے سے اُن کے دن بھی بسر ہو رہے ہیں اور میرے بھی۔

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب ریٹائرڈ جنرل مینیجر نیسپاک (NESPAK) لکھتے ہیں۔مجھے دو سال تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

کالج کے پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔پرنسپل کے ساتھ پروفیسروں کی جو ٹیم تھی ان کے نام ہمیشہ عزت سے یاد رکھے جائیں ان میں ایک مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب تھے۔ایف ایس سی میں انگلش اے کے لئے جو پروفیسر مقرر ہوئے وہ پروفیسر چوہدری محمد شریف خالد صاحب تھے۔آپ نہایت سادہ ، اچھی VOCABULARY والے روانی سے انگریزی بولنے والے اور بڑے ہمدرد اور خیر خواہ قسم کے پروفیسر تھے۔انہیں شعروشاعری سے بھی شغف تھا۔کبھی کبھی غالب کا کوئی شعر بلیک بورڈ پہ لکھ دیتے اور فرماتے EXPLAIN IT IN TO ENGLISH طلباء نوٹ بکس لے کر بیٹھ جاتے اور اپنے فہم کے مطابق تشریح کرتے۔غالباً مقصد یہ تھا کہ ایک تو شعر کی تشریح انگلش میں کرنے سے Composition بہتر ہوگی دوسرے ذہنی وسعت پیدا ہوگی۔آپ بڑے Literary قسم کے انسان تھے اردو، انگریزی اور غالباً فارسی کے نامور شاعروں کو پڑھا ہوا تھا بعض پنجابی کے شعر بھی پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ شیکسپئر انگلش کا نامور شاعر ہے کیونکہ انگریزی کو عالمی حیثیت حاصل ہے۔اس لئے زیادہ مشہور ہوگیا ورنہ کئی پنجابی شاعروں کے کلام میں اس کے کلام سے زیادہ گہرائی ہے۔

مکرم محمد ادریس چوہدری امریکہ سے لکھتے ہیں۔ جناب محمد شریف خالد صاحب Autodidac طبیعت کے مالک۔طبعی طور پر ان میں اخاذ کی صفت پائی جاتی تھی۔یعنی جہاں سے کوئی دانش کی بات ملی اسے اخذ کرلیا۔بمصداق الحکمۃ ضالۃ المومن جب ربوہ میں ایک رات میں نماز کے بعد سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سڑک پر کھڑے دو اصحاب کی گفت و شنید مخل تھی، ان میں سے ایک جناب شریف خالد صاحب تھے جو مولانا سلطان محمود انور سے بات بات پر پوچھتے تھے کہ اس کی کوئی آیت بتائیں یا اس کی کوئی حدیث بتائیں ایسے لگتا تھا جیسے جناب شریف خالد کسی تقریر یا کسی مضمون کی تیاری کر رہے ہیں۔ دونوں رات گئے تک مصروف گفتگو رہے اور میں سنتے سنتے سو گیا۔ میں نے مولوی کے امتحان میں بیٹھنا تھا جو ٹیکسٹ بک تھی وہ ساری عربی میں تھی کچھ پلے نہ پڑتا تھا ایک دن اس کتاب کا اردو ترجمہ مل گیا جو مفتی ملک سیف الرحمان صاحب اور جناب شریف خالد صاحب نے مل کر تیار کیا تھا۔اس کتاب کی مدد سے احمد صادق صاحب، محمود بنگالی صاحب اور میر غلام احمد نسیم صاحب جو ان دنوں شاہد

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح و تقریب شادی

مکرم چوہدری حامد جاوید صاحب 194 ر۔ب لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 5 جنوری 2014ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں خاکسار کے بیٹے مکرم شاہد جاوید صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ غزالہ سعید صاحبہ بنت مکرم چوہدری سعید احمد محمود صاحب کے ساتھ محترم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے کیا۔ پی سی ہوٹل فیصل آباد میں مورخہ 11 جنوری کو تقریب رخصتانہ کے موقع پر محترم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر مال آمد نے دعا کروائی۔ دلہا خدا کے فضل سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں ساتویں کا طالب علم ہے۔ پی سی ہوٹل فیصل آباد میں 12 جنوری کو تقریب ولیمہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے دعا کروائی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شادی کو بابرکت کرے اور ہماری نسلوں کو خلافت سے وابستہ رکھے اور خدمت احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم رانا محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بہنوئی مکرم سید احمد بشیر زیدی صاحب ابن مکرم سید مبارک احمد زیدی صاحب آف شیخوپورہ حال مقیم بیلجیئم 23 جنوری 2014ء کو ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 29 جنوری کو بیت المبارک میں بعد نماز ظہر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اور بوقت وفات ان کی عمر 42 سال تھی۔ نہایت مخلص اور جماعتی کاموں میں پیش پیش تھے۔ مرحوم مکرم رانا عطاء اللہ صاحب آف لندن کے داماد تھے۔ مرحوم نے لواحقین میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا، دو بیٹیاں، بزرگ والد صاحب، تین بھائی اور پانچ بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ مرحوم مکرم حافظ برہان محمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم انور حسین عباسی صاحب کے برادر نسبتی تھے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

احباب تعاون فرمائیں

مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مجلس نابینا ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس نابینا کے رکن مکرم رحیم اللہ صاحب ساکن دارالصدر شمالی بیت الہدیٰ فون نمبرز 0333-9792754,0332-7074079 چارپائیاں اور کرسیاں بننے کا کام جانتے ہیں۔ احباب سے ان سے تعاون کی درخواست ہے۔

نیلامی سامان

دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں ناکارہ سامان کی نیلامی مورخہ 12 فروری 2014ء کو صبح 09:00 بجے وئیر ہاؤس دارالنصر وسطی ربوہ میں ہوگی خواہشمند حضرات استفادہ فرمائیں۔ نیلامی کی رقم موقع پر دینا ہوگی۔

سامان برائے فروخت

میز، کرسیاں، بیٹریاں، جنریٹر KV 8، گیزر، متفرق سکریپ لوہا، پرانے دروازے و کھڑکیاں، پلاسٹک سکریپ متفرق، فریج، الیکٹرک کولر، ٹائیر، متفرق الیکٹرک سامان۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم طاہر احمد ناصر صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری پیاری بیٹی مکرمہ شائستہ طاہر صاحبہ واقفہ نو بعمر 25 برس مورخہ 30 جنوری 2014ء کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ مکرم محمد اشرف صاحب قصاب دارالرحمت وسطی ربوہ مرحوم کی پوتی، مکرم حفیظ احمد طاہر صاحب طاہر آباد غربی ربوہ کی بہو، مکرم عبدالرشید صاحب مرحوم ربوہ کی نواسی اور رفیق حضرت مسیح موعود حضرت میاں فضل دین صاحب قادیان کی نسل سے تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز بعد از نماز عشاء مکرم حنیف احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے بیت الذکر دارالفتوح شرقی میں پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے دعا کروائی۔ خوش مزاج، نیک سیرت، انتہائی فرمانبردار اور پنجوقتہ نمازوں کا باقاعدہ التزام کرنے والی تھیں۔ محلّہ کے بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھانے میں چھوٹی ہمشیرہ کی مدد کیا کرتی تھیں۔ گزشتہ ڈیڑھ برس سے محلّہ میں بطور سیکرٹری وقف جدید لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔ اللہ کے فضل سے ان کے دور خدمت میں محلّہ کی پوزیشن 28 ویں نمبر سے چھٹے نمبر پر آگئی۔ جماعت کا درد رکھنے والی تھیں۔ مرحومہ کا نکاح ان کے ماموں زاد عزیزم عدیل حفیظ صاحب سڈنی آسٹریلیا کے ساتھ ہوا تھا۔ شادی کی تمام تیاریاں مکمل تھیں، جلد ہی ان کی رخصتی متوقع تھی کہ وہ سب عزیز رشتہ داروں کو غمزدہ چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملیں۔ مرحومہ کے لواحقین میں والدین کے علاوہ دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائیں

حکومت پاکستان کی طرف سے چھوٹے بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائے جانے ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ تاکہ آپ کے بچے صحت مند و توانا رہیں اور اپنے تمام معمولات زندگی بہتر طور پر سر انجام دے سکیں۔ حفاظتی ٹیکے نہ لگوانے کی صورت میں نہ صرف آپ کا اپنا بچہ خدانخواستہ کسی موذی بیماری میں مبتلا ہوسکتا ہے بلکہ معاشرہ میں دیگر افراد میں بھی بیماری پھیلانے کا موجب بن سکتا ہے اور اس طرح سے یہ مرض وبا کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔

لہٰذا احباب و خواتین اپنے چھوٹی عمر کے بچوں کو ان حفاظتی ٹیکوں کا کورس ضرور مکمل کروائیں۔

آئندہ سے نظارت تعلیم کے تعلیمی ادارہ جات میں پرائمری سیکشنز کے داخلہ جات کے وقت داخلہ فارمز ادارہ میں جمع کرواتے وقت بچوں کے حفاظتی ٹیکوں کے کارڈ بھی دیکھے جائیں گے۔

(ناظر تعلیم)

پتہ درکار ہے

مکرم عمران احمد ولد مکرم منظور احمد صاحب وصیت نمبر 79371 نے مورخہ 29/اپریل 2008ء کوٹاٹے پور ضلع ملتان سے وصیت کی تھی۔ جس کے بعد موصی کا دفتر سے رابطہ نہ ے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھے یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہٰذا کو مطلع کریں۔ شکریہ

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

عطیہ خون خدمت خلق ہے

عہدیداران خلیفہ وقت کے خطبات کے نوٹس لیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 16/اگست 2013ء میں فرماتے ہیں۔

خلیفۂ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے۔ یا دوسری باتیں جو مختلف وقتوں میں کی جاتی ہیں اُن پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بڑا ضروری ہے۔ عہدیدار جہاں احباب جماعت کو یہ توجہ دلائیں وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے تو فوراً اُسے نوٹ کریں اور صدرانِ جماعت کو سرکلر کریں۔ اور پھر باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اُس پر عمل ہو رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض اور جماعتیں بھی یہ کرتی ہوں لیکن رپورٹ کا جہاں تک تعلق ہے ابھی تک صرف امریکہ کی جماعت کے امیر ہیں جو باقاعدگی سے یہ نوٹ کرتے ہیں اور پھر سرکلر بھی کرتے ہیں۔...... اس کے علاوہ مرکز سے یا میری طرف سے مختلف ہدایات جو جاتی ہیں وہ بھی آپ کا کام ہے کہ فوری طور پر جماعتوں کو پہنچائی جائیں اور پھر اس کا follow up بھی کیا جائے، feed back بھی لی جائے۔

اسی طرح نیشنل امیر جماعت ریجنل امیر بنا کر صرف اس بات پر نہ بیٹھ جائیں کہ ریجنل امیر کام کر رہے ہیں اور تمام کام کا انحصار انہی پر ہو، یہ نہیں ہونا چاہئے، صحیح طریق نہیں ہے۔ اس سے جو بات اَب تک میری نظر میں آئی ہے یہ ہے کہ ملکی مرکز اور جماعتوں میں دُوری پیدا ہو رہی ہے، بلکہ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہم مرکز تک یعنی ملکی مرکز تک براہِ راست نہیں پہنچ سکتے۔ یہ احساس بھی ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہاں بھی اور دوسری جگہ بھی امیر جماعت اس بات کی پابندی کریں کہ سال میں کم از کم دو مرتبہ صدران کے ساتھ میٹنگ ہو اور کام اور ترقی کی رفتار کا جائزہ لیا جائے اور جو صدران باوجود توجہ دلانے کے کام نہیں کرتے ان کی رپورٹ مجھے بھجوائیں۔

اسی طرح سیکرٹریان مال، سیکرٹریان تربیت، سیکرٹریان (دعوت الی اللہ) بھی ہیں۔ اگر دو نہیں تو سال میں کم از کم ایک میٹنگ ان کے ساتھ ضروری ہونی چاہئے اور ان کے کاموں کا جائزہ لیں۔ اگر یہ سیکرٹریان فعال ہو جائیں تو باقی شعبوں کے سیکرٹریان ہیں، یا باقی شعبوں کے جو بہت سارے مسائل ہیں وہ بھی خود بخود حل ہو جائیں گے۔ (روزنامہ الفضل 24 ستمبر 2013ء)

خبریں

ملکی اخبارات میں سے

نابینا پن کے علاج میں پیشرفت برطانوی سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے نابینا پن کے علاج میں اہم پیشرفت حاصل کر لی ہے جس کے مطابق آنکھ کے اس حصے کو سٹیم سیل کی مدد سے تبدیل کیا جا سکتا ہے جو روشنی محسوس کرتا ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ اہم پیشرفت اور بہت بڑی کامیابی ہے۔ پردہ بصارت پر موجود فوٹو ریسیپٹر نامی خلیے روشنی پڑنے پر متحرک ہو جاتے ہیں اور روشنی کو الیکٹریکل سگنل میں تبدیل کر کے دماغ کو بھیج دیتے ہیں تاہم نابینا پن کی بعض اقسام میں یہ خلیے مر جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ان خلیوں کے امدادی خلیوں کو سٹیم سیلز تھراپی کی مدد سے تبدیل کیا جا سکتا تھا لیکن برطانوی سائنسدانوں کے مطابق ان فوٹو ریسیپٹر خلیوں کو بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے جس سے نابینا پن دور ہو سکتا ہے۔ اس تکنیک کا موثر پن ابھی تک کم ہے کیونکہ اگر آنکھ میں دو لاکھ خلیے داخل کئے جائیں تو ان میں سے صرف ایک ہزار کے لگ بھگ ہی کام کرتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

90 سالہ خاتون کا سکائی ڈائیونگ کا مظاہرہ ڈنمارک میں ایک معمر خاتون نے سکائی ڈائیونگ کا مظاہرہ کر کے دیکھنے والوں کو حیران کر دیا، ایلس باک نامی اس خاتون نے اپنے 80 سالہ شوہر ایزگر کے ہمراہ زندگی میں پہلی بار ہیلی کاپٹر سے 13 ہزار فٹ کی بلندی سے چھلانگ لگا کر سکائی ڈائیونگ کا برسوں پرانا خواب پورا کر کے یہ ثابت کر دیا کہ حوصلہ اور ہمت جوان ہو تو عمر میں کیا رکھا ہے، اس جواں دل معمر خاتون کا کہنا تھا کہ سکائی ڈائیونگ کا مظاہرہ اس کی زندگی کا خوشگوار ترین واقعہ تھا۔ (روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

غذا نیند پر اثر انداز امریکی ماہرین نے کہا ہے کہ غذا ہماری نیند کے معمولات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جو لوگ کم، نارمل یا زیادہ سوتے ہیں ان کے سونے کے اوقات پر ان حراروں جو وہ دن بھر میں لیتے ہیں کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ جو لوگ بہت زیادہ حراروں پر مشتمل غذا کا استعمال کرتے ہیں انہیں رات میں کم نیند آتی ہے جبکہ مختلف قسم کی ورائٹی اور کم حراروں پر مشتمل غذاؤں کے استعمال سے 6 تا 8 گھنٹے کی نیند آتی ہے، یہاں یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ بعض لوگوں کو زیادہ حراروں والی غذائیں کھانے سے ضرورت سے زیادہ بھی نیند آتی ہے اس لئے ماہرین مشورہ دیتے ہیں کہ ایک جیسی اور زیادہ حراروں پر مشتمل غذاؤں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

41 سال بعد کتاب لائبریری کو لوٹا دی

امریکی ریاست اوہایو میں ایک مقامی لائبریری کا سٹاف اس وقت حیران رہ گیا جب انہیں ایک پارسل میں ایک کتاب، خط اور 299.30 ڈالر ملے۔ گمنام خط میں لکھا تھا کہ میں بہت سست ہوں اس لئے کتاب پڑھنے میں 41 سال لگ گئے۔ یہ کتاب مجھے 17 جولائی 1972ء کو واپس کرنا تھی مگر اپنی سستی کی وجہ سے اسے وقت پر ختم نہ کر سکا اور پڑھے بغیر واپس لوٹانا بھی نہیں چاہتا تھا، امید کرتا ہوں میری اس کوتاہی کو معاف کر دیا جائے گا اور اس کتاب اور فائن کو قبول کر لیا جائے گا۔ لائبریری کے انچارج، ہنڈرسن کا کہنا ہے کہ ہم اس کتاب کی واپسی سے تو خوش ہیں مگر لوٹانے والے کی ایمانداری کو بھی سلام پیش کرتے ہیں جس نے معاملے کو نظر انداز نہیں کیا اور اپنا فرض پورا کیا۔

(روزنامہ دنیا 23 جولائی 2013ء)

غصے پر قابو رکھنے والے طویل عمر پاتے ہیں غصے پر قابو، جذبات کو کنٹرول اور عام زندگی میں متحرک رہنے والے افراد طویل عمر گزارتے ہیں جبکہ خوف، ڈر، غصے اور منفی سوچ کے شکار افراد کی زندگی کم ہوتی ہے۔ تحقیقی رپورٹ کے مطابق جذبات میں ٹھہراؤ، نرمی، صلح اور مثبت طرز زندگی صحت کے لاحق خطرات کو کم کر دیتا ہے اور اس سے زندگی میں سکون و آرام کے لمحات بڑھ جاتے ہیں۔ امریکہ میں ہونے والی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ مثبت سوچ اور طرز زندگی بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں قدرتی طور پر قوت مدافعت فراہم کرتی ہے۔ (رسالہ ''حکایت'' اگست 2011ء)

برطانیہ میں خوراک کا ضیاع برطانیہ میں شہری سالانہ 40 فیصد پھل اور سبزیاں صرف اس لئے پھینک دیتے ہیں کہ انہیں ان کی شکل پسند نہیں آتی اور وہ انہیں دیکھنے میں خوش شکل نہیں لگتے۔ ایک تحقیقی سروے کے مطابق ملک میں سالانہ 1 کروڑ پچاس لاکھ ٹن خوراک کوڑا دان کی نذر ہو جاتی ہے جبکہ ایک عام فیملی خریدی جانے والی خوراک کا پانچ فیصد کھائے بغیر ضائع کر دیتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ برطانیہ میں نصف کروڑ افراد غربت کی زندگی گزار رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اتنے بڑے پیمانے پر غذا کو ضائع کیا جاتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 23 ستمبر 2013ء)

درخواست دعا

مکرمہ فرزانہ منور صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ ملک منور احمد احسان صاحب استاد مدرسۃ الحفظ فیکٹری ایریا سلام ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ میری چھوٹی بہن مکرمہ زاہدہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب چوہدری ٹورانٹو کینیڈا کا رسولی کا آپریشن ٹورانٹو میں مورخہ 8 فروری 2014ء کو ہو رہا ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپریشن کو کامیاب بنائے۔ بعد کی پیچیدگیوں سے بچاتے ہوئے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمادے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 7۔فروری

طلوع فجر	5:35
طلوع آفتاب	6:56
زوال آفتاب	12:23
غروب آفتاب	5:50

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

7 فروری 2014ء

6:15 am	بیت طاہر کا افتتاح
8:55 am	ترجمۃ القرآن کلاس 11 مارچ 1997ء
9:55 am	لقاء مع العرب
11:55 am	بیت امن کا افتتاح
1:30 pm	راہ ہدیٰ
4:05 pm	دینی وفقہی مسائل
6:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7 فروری 2014ء
11:30 pm	الحوار المباشر Live

اکسیر اوجاع جوڑوں کی درد کی مفید دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:047-6212434,6211434

سردیوں کی سرد ہواؤں میں۔ سیل کے رنگ بکھرے ہیں فضاؤں میں
سیل۔ سیل۔ سیل
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: +92-47-6212310

جائیداد برائے فروخت
1۔ مکان رقبہ ایک کنال تعمیر شدہ 3/14 دارالعلوم غربی حلقہ ثناء
2۔ کمرشل بلڈنگ رقبہ دس مرلہ واقع گولبازار 11/14
3۔ ایک پلاٹ رقبہ ایک کنال دارالعلوم جنوبی 8/10
رابطہ کے لئے: 001-403-852-0590
0336-7064942

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد، طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

سیل کا مزہ اٹھائیں، لبرٹی فیبرکس پر آئیں
سیل۔ سیل۔ سیل
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ (نزد اقصیٰ چوک) ربوہ: +92-47-6213312

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FR-10